112067 ـ خاوند كے والدين بہو كو طلاق دينا چاہتے ہيں ليكن خاوند طلاق نہيں دينا چاہتا

سوال

ميرى شادى كو اب تك چار برس ہو چكے ہيں اور ميرے ہاں ايك بيٹا بھى پيدا ہوا ہے جس كى عمر ڈيڑھ برس ہے، اس عرصہ ميں ميں نے ازدواجى زندگى كى ہر مشكل ديكھى ہے مثلا مجھے زدوكوب بھى كيا گيا، اور بےعزت بھى، اور مجھے گھر سے بھى نكالا گيا اور ميرا نان و نفقہ بھى بند كيا گيا، ليكن سب بچوں كى طرح ميرے بچے كا بھى باپ ہونا ان تكليفوں كے مقابلہ ميں بالكل ہلكا لگتا ہے.
ليكن ميرا سوال يہ ہے كہ: اس شادى سے سات برس قبل ميرى شادى يونيورسٹى كے كلاس فيلو كے ساتھ ہوئى، ليكن ابتدائى طور پر طو يہ شادى عرفى تھى، اور جب خاندان والوں كو علم ہوا تو يہ شادى شرعى طور پر مكمل كر لي گئى، ليكن يہ شادى مستقل نہ رہى اور ہمارے درميان طلاق ہو گى.
اور اس كے بعد ميں نے اپنے موجودہ خاوند كے ساتھ شادى كر لى، يہ علم ميں رہے كہ شادى سے قبل ميرے اس خاوند كو ميرى پہلى شادى كا علم تھا، اب مشكل يہ پيش آ رہى ہے كہ اب وہ دن رات مجھے اس كے طعنے ديتا رہتا ہے اور ذليل كرتا ہے اور اس ميں اور مشكل اس طرح پيدا ہوئى ہے كہ ميرى ساس ہمارے درميان دخل ديتى ہے، اور ہمارى زندگى اجيرن كرنے لگى ہے، اور ميں خاوند كے ساتھ جس معاملہ كى بھى اصلاح كرنے ميں كامياب ہوتى ہوں وہ اسے خراب كر كے ركھ ديتى ہے.
آخر ميں يہ ہے كيونكہ ہم سب ايك ہى گھر ميں رہتے ہيں جس ميں ساس كا عمل دخل ہے اور وہ ہمارى مشكل ميں بھى دخل ديتى ہے، اس نے جو كچھ بھى سنا اور ميرى پہلى شادى كا بھى ميرى ساس كو علم ہو گيا، اور اب ميرى ساس اور سسر اپنے بيٹے سے مجھے طلاق دينے كا مطالبہ كرتے ہيں كہ اسے طلاق دے كر اس كا سارا سامان ركھ لو.
يہ علم ميں رہے كہ ميرا خاوند مجھے طلاق نہيں دينا چاہتا، كيونكہ وہ نہيں چاہتا كہ اس كے بيٹے كى تربيت اس سے دور ہو؛ اس ليے كہ اس نے بھى ميرى طرح پہلى شادى كى تھى اور پھر طلاق ہو گئى، اور اس كا بھى ايك دس سالہ بيٹا ہے جو اس سے دور رہ كر تربيت پا رہا ہے، اب وہ اس كا دوبارہ تجربہ نہيں كرنا چاہتا، اور وہ مجھ سے محبت كا بھى دعوى كرتا ہے، اب مجھے پتہ نہيں چل رہا كہ اس سلسلہ ميں اپنے سسرال والوں كے ساتھ كيا كروں ؟
ميں نے خاوند سے كہا كہ اس گھر سے كہيں اور چلے جاتے ہيں، ليكن ميرى ساس نے بيٹے كو كہا كہ تيرى بيوى خائن ہے اور ممكن ہے اس كے بعد سامان چورى كركے اس پر چورى كا الزام لگا دوں، اور بيٹے كو كہا: ہمار گھر ميں رہنا امن ہے، كيونكہ وہ مستقل طور پر گھر ميں ہى رہتے ہيں اور يہ سامان چورى نہيں كر سكے گى، اور ساس بيٹے كو مجھے طلاق دے كر اور شادى كرنے كا كہتى رہتى ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

عرفی شادی کی ایك قسم تو باطل ہے، اور ایك دوسری صورت میں وہ ناقص ہو گی، باطل اس طرح کہ عورت اور مرد کا عقد نکاح اس حالت میں ہو کہ عورت کا ولی اس شادی پر موافق نہ ہو اور ولی کے بغیر شادی انجام پائے.

اور ناقص اس طرح ہو گی کہ جب یہ شادی خفیہ ہو اور اس کا اعلان نہ کیا جائے، کہ مرد کی طرف سے ابتدا ہو اور عورت کے خاندان والوں کا اس کا علم بھی نہ ہو، افسوس ہے کہ بعض اسلامی ممالك میں اس طرح کی شادی پائی جاتی ہے، یہ ایسی صورت ہے جو باطل نکاح کی صورتوں میں سے ایك صورت ہے، بلکہ یہ اصل میں نکاح ہی نہیں !!

اس کے تفصیلی مسائل و احکام آپ سوال نمبر (45513) اور (45663) کے جوابات میں دیکھ سکتے ہیں.

دوم:

خاوند پر بیوی کے حقوق میں شامل ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کرے اور اس کے ساتھ بہتر اور اچھی بود و باش اختیار کرتے ہوئے زندگی گزارے اور بیوی کا احترام کرے اور اس کو ذلیل کرنے کی کوشش مت کرے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو کبھی کسی عورت پر ہاتھ اٹھایا اور نہ ہی کسی خادم پر، لیکن آپ نے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے ضرور ہاتھ اٹھایا "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2328).

اور حکیم بن معاویہ القشیری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا:

" میں نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر اپنی بیوي کا کیا حق ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، اور جب خود پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اور نہ تو اس کے چہرے پر مارو، اور نہ ہی

اس قبیح قول کہو، اور اس سے گھر کے علاوہ کہیں اور بستر سے علیحدہ مت ہو"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

المناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بیوی کو مارنا حرام ہے، الا یہ کہ نشوز کی حالت میں "

دیکھیں: فیض القدیر (1 / 66).

اور شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس باب کی حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ: بیوی سے بستر کی علیحدگی اور اسے مارنا جائز نہیں، الا یہ کہ وہ کوئی واضح فحش کام وغیرہ کرے، اور حدیث میں مطلقا عورت کو مارنے کی ممانعت وارد ہے.

دیکھیں: نیل الاوطار (6 / 263).

اور امام صنعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" قولہ: (لا تقبح) یعنی اسے کوئی ایسی بات مت سناؤ جسے آپ ناپسند کرتے ہوں، اور آپ اسے سخت اور ترش اور گندی بات کہیں "

دیکھیں سبل السلام (1 / 150).

چنانچہ خاوند پر واجب ہے کہ اللہ کا ڈر و تقوی اختیار کرے اور اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے لیے بیوی کی کسی ایسے معاملہ میں تذلیل کرنا حلال نہیں جو ماضی میں ہو چکا ہے اور ختم ہو چکا ہو، اور اسے یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ اس طرح وہ اپنے ساتھ بھی برا سلوك کر رہا ہے کیونکہ اسے شادی سے قبل اپنی بیوی کی شادی کا علم ہو چکا تھا، اور اس کے باوجود اس نے اسے بطور بیوی اور اپنی اولاد کی ماں قبول کیا، اس لیے جو عیب وہ بیوی کو دے گا وہ عیب اسے خود بھی حاصل ہو گا، اور جس طرح وہ بیوی کی بےعزتی اور تذلیل کریگا تو اس میں اس کے اپنے نفس کی تذلیل و بےعزتی ہے.

اس لیے اس پر واجب و ضروری ہے کہ وہ بیوی سےحسن سلوك اور بہتر معاشرت کے ساتھ رہے، اور بیوی کے حقوق کی ادائیگی کرے، اور اسے ایك اہم معاملہ پر متنبہ رہنا چاہیے کہ ظالم شخص کے لیے دنیا میں بھی سزا ہے

اور اس كا آخرت ميں بھی انجام اچھا نہيں، اور ظلم ان گناہوں ميں شامل ہوتا ہے اللہ تعالى نے جن كی سزا آخرت سے قبل دنيا ميں بھی ركھی ہے.

انس رضی اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" دو چيزوں كی سزا دنيا ميں جلد دی گئی ہے، ايك تو بغاوت اور دوسری والدين كی نافرمانى "

رواه الحاكم (4 / 196) علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الاحاديث الصحيحۃ (1120) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

اور اگر يہ خاوند اپنی بيوی كا ماضی نہيں بھولتا، اور وہ اسے ذليل و رسوا كرنے پر اصرار كرے تو وہ عورت اپنے ذمہ نہ ركھے، بلكہ اسے طلاق دے كر اسے پورے حقوق ادا كر كے فارغ كرے جس پر اتفاق ہوا ہے.

ليكن كہ وہ اسے اپنی زوجيت ميں بھی ركھےاور اس كے حقوق ادا نہ كرے، يا پھر اسے اپنی زوجيب ميں ركھ كر اسے ذليل و رسوا كرے اور اس كی تحقير كرتا پھرے تو اس كے ليے حلال نہيں "

مزيد استفادہ كے ليے آپ سوال نمبر (41199) اور (10680) كے جوابات كا مطالعہ ضرور كريں.

سوم:

خاوند كو نہيں چاہيے كہ وہ اپنی بيوی كو طلاق دينے ميں اپنے والدين كی رغبت پر عمل كرے، كہ اگر والدين اسے كہيں كہ بيوی كو طلاق دے دو تو وہ ان كی بات مان كرطلاق دے دے ہاں يہ ہو سكتا ہے جن اسباب كی بنا پر والدين طلاق دينے كا مطالبہ كرتے ہيں وہ اسباب شرعی ہوں، يعنی بيوی كو معصيت و فحاشی كا كام كرے، يا پھر كسی واجب كو ترك كرنے والی ہو.

مستقل فتوى كميٹی كےعلماء كرام سے درج ذيل سوال كيا گيا:

ايك شخص نے والدين كی اجازت سے شادی كی اور شادی كے بعد تين برس تك بيوی كے ساتھ رہا اور اس كی اولاد بھی ہوئی تو والدين نے بغير كسی سبب اور غلطی كے بيوی كو طلاق دينے كا مطالبہ كر ديا، نہ تو بيوی سے خاوند كے بارہ كوئی گناہ ہوا اور نہ ہی ساس كے ساتھ اور پھر خاوند اور بيوی آپس ميں بہت محبت بھی كرتے ہيں، اب اس شخص كو كيا كرنا چاہئے: آيا والدين كی نافرمانى كے ڈر سے وہ بيوی كو طلاق دے يا نہ دے ؟

كميٹی كے علماء كرام كا جواب تھا:

مذكورہ شخص كو چاہيے كہ وہ اپنی ماں سے نيكی و حسن سلوك كرے، اور ماں سے اچھی كلام بھی كرے اور حسب

استطاعت ماں كے ساتھ اچھے فعل سے پيش آئے، اور اگر تو اس كى بيوى دينى اور اخلاقى طور پر اسے پسند ہے تو اس كے ليے اسے طلاق دينا واجب نہيں.

الشيخ عبد العزيز بن باز.

الشيخ عبد الرزاق عفيفى.

الشيخ عبد الله بن غديان.

ديكھيں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية ولافتاء (20 / 31).

اور شيخ محمد بن صالح العثيمين رحمہ اللہ سے دريافت كيا گيا:

آپ كو معلوم ہے آج كل جو معاشرے ميں تعصبات پيدا ہو چكے ہيں " يہ ميرا قبيلہ ہے، اور يہ ميرا قبيلہ نہيں، اس كا تعلق ميرے قبيلہ اور برادرى سے اور يہ غير برادرى سے تعلق ركھتا ہے " ايك شخص نے كسى دوسرى برادرى ميں شادى كر لى تو اس كا والد اس پر ناراض ہو كر كہنے لگا اس عورت كو طلاق دو وگرنہ ميں ميرے اور تيرے درميان كوئى تعلق نہيں، اس سلسلہ ميں آپ كى كيا رائے ہے ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" اگر خاوند كو يہ عورت دينى اور اخلاق طور پر پسند ہے تو اسے طلاق نہيں دينى چاہيے، چاہے اس كا والد اسے طلاق دينے كا حكم بھى دے تو وہ اس سلسلہ ميں والد كى بات نہ سنے اور اس كى اطاعت مت كرے، اور اس ميں وہ نافرمان شمار نہيں ہو گا، بلكہ والد قطع تعلقى كر رہا ہے: كيونكہ اس كا كہنا ہے:

اگر تم اس كو طلاق نہيں ديتے تو ميں تم سے تعلق ختم كر لونگا، لہذا اس طرح تو وہ خود قطع رحمى كر رہا ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور تم سے يہ بھى بعيد نہيں كہ اگر تمہيں حكومت مل جائے تو تم زمين ميں فساد بپا كر دو، اور رشتے ناطے توڑ ڈالو يہ وہى لوگ ہيں جن پر اللہ كى پھٹكار ہے اور جن كى سماعت اور آنكھوں كى روشنى چھين لى ہے محمد (22 - 23).

بلاشك و شبہ خاوند اور بيوى ميں تفرقہ اور اختلاف ڈالنا اور عليحدگى كى كوشش كرنا زمين ميں فساد كے مترادف ہے، اسى ليے اللہ سبحانہ و تعالى نے اس عمل كو جادوگروں كا فعل قرار ديتے ہوئے فرمايا ہے:

پھر لوگ ان سے وہ كچھ سيكھتے جس سے خاوند اور بيوى ميں جدائى ڈال ديں البقرۃ (102).

اور جادوگر زمین میں فساد کرنے والے شمار ہوتے ہیں جیسا کہ موسی علیہ السلام نے فرمایا تھا اللہ سبحانہ و تعالی نے ان کا یہ قول نقل کرتے ہوئے فرمایا:

اور جب انہوں نے ڈالا تو موسی (علیہ السلام) نے فرمایا یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے، یقیني بات ہے کہ اللہ تعالی اس کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے، یقینا اللہ تعالی ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا یونس (81).

چنانچہ جادوگروہ کو موسی علیہ السلام نے فسادیوں میں شمار کیا، اور ان کا سب سے عظیم جادو خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی اور علیحدگی کرانا ہے، اس لیے یہ باپ جو اپنے بیٹے اور بہو کے مابین علیحدگی اور جدائی کی کوشش کر رہا ہے اس کا یہ عمل جادوگروں کے فعل کی جنس سے ہی ہے، اور وہ زمین میں فساد و خرابی پیدا کرنا ہے.

اس طرح جو باپ اپنے بیٹے کو کہتا ہے کہ بیوی کو طلاق دو وگرنہ وہ اس سے قطع تعلقی کر لیگا، تو اس طرح باپ خود قطع رحمی کر رہا ہے اور زمین میں فساد کا باعث بن رہا ہے، اس لیے وہ درج ذیل آیت کے تحت آتا ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد بپا کر دو، اور رشتے ناطے توڑ ڈالو یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے محمد (22 - 23).

اب میں بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہوں: آپ جو جب اپنی بیوی کا دین اور اخلاق اچھا لگتا اور پسند ہے تو آپ اسے اپنے پاس رکھیں، اور طلاق مت دیں.

اور والد کو میری نصیحت یہ ہے کہ: وہ اپنے آپ کے متعلق اللہ سے ڈرتا ہوا تقوی اختیار کرے، اور اپنے بیٹے اور بہو کے درمیان جدائی اور علیحدگی کی کوشش مت کرے، اس طرح وہ زمین میں فساد و خرابی پیدا کرنے کا باعث ہو گا، اور اسی طرح اس قطع رحمی میں بھی.

اور ہم بیٹے کو یہ کہتے ہیں کہ: آپ جس طرح ہیں اسی طرح رہیں اور بیوی کو ساتھ رکھیں، چاہے آپ کا والد ناراض ہو یا خوش، اور چاہے وہ آپ سے قطع تعلقی کرتا ہے یا صلہ رحمی لیکن اگر بالفرض باپ اپنی اس دھمکی پر عمل درآمد کرتے ہوئے آپ سے قطع تعلقی کر لے تو آپ اس کے پاس جا کر اس سے صلہ رحمی کی کوشش کریں، اور اگر وہ انکار کر دے تو اس کا گناہ اکیلے باپ پر ہو گا.

ہو سکتا ہے کچھ لوگ یہ کہیں کہ:

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے، لہذا بیٹے نے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے حکم سے بیوی کو طلاق دے دی تھی، اور میں بھی اپنے بیٹے کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے ؟

اس کے متعلق ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ: اس مسئلہ کے بارہ میں امام احمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا: ایك شخص آیا اور کہنے لگا: میرے باپ مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے رہا ہے ؟

تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے کہا:

" چاہے وہ تجھے حکم بھی دے تو بھی بیوی کو طلاق مت دو "

میرے خیال میں امام احمد رحمہ اللہ نے اس شخص سے دریافت کیا تھا کہ: کیا وہ اپنی بیوی میں رغبت رکھتا ہے یا نہیں ؟

اور جب اس شخص نے امام احمد رحمہ اللہ کو اپنی بیوی میں رغبت رکھنے کا بتایا تو امام احمد نے فرمایا:

" اسے طلاق مت دو "

تو وہ کہنے لگا: کیا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو حکم نہیں دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی طلاق دے تو بیٹے نے اسے طلاق دے دی تھی ؟

تو امام احمد رحمہ اللہ کہنے لگے:

کیا تمہارا باپ عمر ہے ؟

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو صرف کسی خواہش یا تعصب کی بنا پر طلاق دینے کا حکم نہیں دیا تھا، لیکن یہ حکم کسی ایسے عمل کی بنا پر جس میں انہوں نے مصلحت دیکھی تھی.

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ:

جب تك بیٹے کو اپنی بیوی کا اخلاق اور دین اچھا لگتا ہے اور پسند ہے وہ اپنی بیوی کے ساتھ رہے اور اسے طلاق مت دے چاہے بیٹے کے ماں اور باپ راضی ہوں یا ناراض.

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح (72) سوال نمبر (7).

مزید تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (44923) اور (47040) کے جوابات کا مطالعہ ضرور

كرين.

والله اعلم .